تحقیقی مجلہ تحقید، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد
جلد ۱، شمارہ ۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۲۰

eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

CC BY

آپ بیتی کا فن اور بنیادی مباحث

ڈاکٹر عاصمہ (لیکچرار)

شعبۂ اردو

ویمن یونیورسٹی مردان

رانی بیگم (لیکچرار)

شعبۂ اردو

ویمن یونیورسٹی مردان

ABSTRACT

Everyone has desire to express one's experiences, failures and achievements of life that mankind may get a lesson from all these common life experiences. Bibliography is the best option to fullfill this urze / desire. As in this literacy work, one tries to unfold all the realities of life in true since that no one can describe it in person.

This article is about the definition and description of autobiography.

ہر انسان اپنی ذات کی تشہیر کرنا چاہتا ہے۔ وہ اپنی غیر معمولی کامیابیوں اور کارناموں کو منظرِ عام پر لانے کی خواہش رکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اُس کی زندگی کے حالات اور واقعات لوگوں کے سامنے آجائیں اور لوگ ان حالات و واقعات سے باخبر رہیں ۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے خود اپنی زندگی کے حالات و واقعات سچائی کے ساتھ قلم بند کرتا ہے۔ جسے اُردو ادب میں آپ بیتی کہا جاتا ہے

آپ بیتی کی تعریف:

آپ بیتی کے لغوی معنی ہے اپنی کہانی، اپنا حال، خودنوشت حالاتِ زندگی۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق (AUTOBIOGRAPHY) یعنی آپ بیتی کی وضاحت کچھ یوں ملتی ہے:

"Life History Of A Person Written By Himself"[۱]

یعنی آپ بیتی سے مراد ایسی کہانی جسے ایک شخص خود بیان کرے یا خود پر گزرے واقعات کا بیان جو حقیقت اور سچائی پر مبنی ہو آپ بیتی کہلاتا ہے۔

Sigmund Freud نے آپ بیتی کو اقبالِ جرم یعنی اپنی کمزوریوں کے اعتراف کرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"Autobiography In The Modern Sense Began As A Form Of
Confession Even Though There Are Memories In Classical
Literature. Such Introspective Works Can Be Considered

Attempts At Self Analysis Before The " Psychoanalytic

Discovery Of The Unconscious۲.

اس کے علاوہ معروف انگلستانی ادیب BERGER JOHN کچھ یوں لکھتے ہیں۔

Autobiography Begins With A Sense Of Being Alone"

"It Is An Orphan Form۔۳

فرہنگ آصفیہ میں خود نوشت سوانح عمری کی وضاحت کچھ یوں ملتی ہے:

"سوانح عمری، اسم مذکر، سر گزشت، کسی شخص کی زندگی کا حال، تذکرہ، کسی عالم خواہ فاضل خواہ بڑے بڑے کام کرنے والے یا بہادر یا حاکم کے وہ واقعات جو اِس کی عمر میں گزرے ہوں۔"۴

رفیع الدین ہاشمی نے آپ بیتی کی تعریف کچھ اِن الفاظ میں کی ہے:

"اپنی زندگی کے احوال و واقعات کا بیان "آپ بیتی" کہلاتا ہے۔ اسے خود نوشت AUTOBIOGRAPHY بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ بیتی محض احوال و واقعات کا مجموعہ نہیں ہوتی بلکہ اکثر اوقات لکھنے والے کی داخلی کیفیتوں، دلی احساس شخصی اور عملی تجربوں، زندگی کے جذباتی پہلوؤں اور بحیثیت مجموعی زندگی کے بارے میں اِس کے نقطہء نظر کی ترجمانی کرتی ہے۔ مصنف بعض اوقات اُن خارجی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی عوامل کا بھی ذکر کرتا ہے جو کبھی اِس پر اثر انداز ہوئے یا جنھوں نے اِس کی زندگی کا ایک خاص رُخ متعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر آپ بیتی میں یہ تمام عناصر یکساں اور لازمی طور پر موجود ہوں"۔۵

آپ بیتی صرف ایک شخص کی انفرادی زندگی کا بیان نہیں بلکہ اپنی کہانی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے ہم عصروں کے حال احوال بھی آجاتے ہیں۔ اردگرد کے حالات کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ جیسے ندا فاضلی کی آپ بیتی "دیواروں کے بیچ میں" اس میں صرف ندا فاضلی کے اپنے حالات ہی نہیں بلکہ اس زمانے کی بہت سی باتیں بھی سامنے آتی ہیں۔

رفیع الدین ہاشمی نے آپ بیتی کو داخلی کیفیتوں، دلی احساس، شخصی اور عملی تجربوں کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ محمد طفیل نے آپ بیتی کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے:

"مختصر لفظوں میں آپ بیتی کسی انسان کی زندگی کے تجربات، مشاہدات، محسوسات و نظریات کی مربوط داستان ہوتی ہے۔ جو اِس نے سچائی کے ساتھ بے کم و کاست قلم بند کر دی ہو۔ جس کو پڑھ کر اِس کی زندگی کے نشیب و فراز معلوم ہوں۔ اِس کے نہاں خانوں کے پردے اُٹھ جائیں اور ہم اِس کو خارجی زندگی کی روشنی میں پرکھ سکیں۔"۶

ادب کی اس صنف پر کافی توجہ صرف کی گئی ہے اور اس کی مختلف تعریفیں پیش کی گئی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برنا ٹیکا میں اِس کی تعریف اِن الفاظ میں کی گئی ہے۔

"خود نوشت سوانح نگاری کا سوانح نگاری سے بہت قریبی تعلق ہے۔ یا یہ کہ خود نوشت سوانح نگاری سوانحی ادب کی ایک خاص شکل ہے۔ یہ (خود نوشت) ایک شخص کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہوتی ہے جو اِس نے خود قلم بند کیے ہوں۔ اِس لیے یہ پوری نہیں ہوتی"۔۷

ایک دوسری جگہ سرگزشت کی تعریف کچھ اِس طرح ملتی ہے:

"کسی شخص واحد کی زندگی کے وہ واقعات جو اِس نے خود قلم بند کیے ہیں۔ ان میں ان معاملات اور اشخاص کا ذکر ہوتا ہے جن سے وہ متعلق رہا ہو یا ان تحریکات کی روداد بیان کی جاتی میں وہ شامل رہا ہو۔"۸

اور اپنی ذات سے تصادم کی وضاحت وہاج الدین علوی نے کچھ اس طرح کی ہے:

"اس کے نزدیک مرد یا عورت کا اپنی ذات سے متصادم ہونا خود نوشت کی اصل ہے۔ اگر صرف اپنی ذات کی عکاسی یا تصویر کشی کی جاتی تو یہ بات بہت عام ہوتی، کچھ یادیں اور کچھ خاص واقعات، پیدائش کا حال، جوانی اور نوجوانی کے کچھ قصے، چند احباب اور اشخاص کا ذکر کر کے خود نوشت تیار کر دی جاتی۔ لیکن اپنی ذات سے تصادم کا لفظ یہ انکشاف کرتا ہے کہ ان یادوں اور واقعات میں وہ ساری تفصیلات بھی درج کرنا ضروری ہے جسے عام حالات میں انسان ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا اور جب وہ یہ حقیقت بغیر کسی قطع وبرید کے پیش کرنا چاہتا ہے تو اس کی انا، اِس کی تہذیبی قدریں، ماحول کا جبر اسے ایسا کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسری طرف اس کا ضمیر اسے راست بازی پر مجبور کرتا ہے۔ اور یہیں سے اِس کی ذات سے تصادم شروع ہو جاتا ہے۔"۹

ڈاکٹر صاحب نے آپ بیتی کو ایک مشکل کام قرار دیا ہے۔ کیونکہ اپنے بارے میں سچ سچ لکھنا، اپنی ظاہری اور باطنی کیفیات کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ لیکن پھر بھی لوگ بڑے شدومد کے ساتھ اپنی آپ بیتیاں لکھ رہے ہیں۔ اور اپنی بہت سی کمزوریوں کا اعتراف بڑے واشگاف الفاظ میں کرتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشکل کام آسان بھی ہے۔

چونکہ خودنوشت کا مرکزی کردار لکھنے والے کی اپنی ذات ہوتی ہے اس لیے اس پر ہی منحصر ہوتا ہے کہ وہ کہاں تک اس منزل پُرخار میں جو انمردی دکھاتا ہے۔ دُنیا میں ہر کام مشکل بھی ہے لیکن آسان بھی۔ یہ تو ہر انسان کی ہمت پر منحصر ہوتا ہے کہ وہ کسی مشکل کام کو کس طرح آسان بنا دیتا ہے۔ دُنیا میں کوئی بھی کام یا عمل مشکل نہیں لیکن ہر مشکل کام ہمت و حوصلے سے آسان اور ممکن بنایا جاتا ہے۔

کسی نے آپ بیتی کو خود احتسابی کا نام دیا ہے۔ ایسے واقعات اور باتیں جنھیں انسان عام حالات میں نہ بیان کر سکتا ہے نہ منظر عام پر لا سکتا ہے خودنوشت نگار ایسے واقعات کو تحریر میں لاتا ہے۔ بالکل سچائی کے ساتھ بغیر کسی لگی لپٹی کے۔ بس یہی آپ بیتی ہے۔

آپ بیتی سے مراد خود پہ گزرے ہوئے واقعات کا بیان ہے۔ مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی کے گزرے ہوئے حالات و واقعات و لمحات کو نہایت سچائی کے ساتھ قلم بند کرتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کے حالات و واقعات کو تحریر کرنے کے ساتھ تاریخی، سیاسی، ادبی اور معاشرتی زندگی کے حالات بھی لکھتا ہے۔ اپنی ذات کے ہر چھپے گوشے کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا آپ بیتی ہے۔ اپنی کہانی، اپنا حال، خلوت اور جلوت دونوں کی داستان رقم کرنا آپ بیتی کہلاتی ہے۔

آپ بیتی ایک طرح سے اپنی ذات کی کوہ کنی کرنا ہے۔ یعنی اپنی ذات کا پہاڑ کھود کر اِس کے اندر سے پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں کو منظرِ عام پر لا کر لوگوں کے سامنے رکھنا۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہر خود نوشت نگار وہ سب کچھ بیان کرے گا جو اِس پر گزری ہو۔ یہ بات ناممکنات میں سے ہے کیونکہ انسان پر زندگی میں ایسے واقعات اور حالات گزرتے ہیں جن میں انسان دوسروں کو شریک نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات اپنی ذات کو بھی شریک نہیں کر سکتا تو کسی اور کے سامنے کیا بیان کرے گا۔ اس لیے ڈاکٹر سید عبداللہ نے آپ بیتی کو ناممکنات میں سے کہا ہے۔ کیونکہ بہت سے خود نوشت نگاروں نے آپ بیتی کے نام پر اپنی سوانح عمریاں لکھی ہیں۔ اور زیادہ تر اپنی خوبیوں کے بارے میں لکھا ہے۔ اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ آپ بیتی ہر لحاظ سے ایک مشکل فن ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کوئی شخص وہ سب کچھ لکھ دے جو اس پر گزری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر سید عبد اللہ نے اِسے ایک نارسا اور ناقص چیز کہا ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں:

> "دنیا میں لوگوں نے اپنی سوانح عمریاں لکھیں اور اب بھی لکھتے جا رہے ہیں۔ لیکن اِس قسم کی سوانح عمریوں کی کثرت اس بات کا ثبوت نہیں کہ "آپ بیتی" واقعی لکھی جا سکتی ہے۔ یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ کسی دوسرے کی سوانح عمری لکھنا بھی مشکل کام ہے۔ اور آپ بیتی تو از قبیل محالات ہے۔ مجھے یہ تسلیم ہے کہ اپنی ایک خاص قسم کی سوانح عمری یعنی اپنی سوانح زندگی لکھی جا سکتی ہے مگر میں سوانح عمری اور آپ بیتی میں فرق محسوس کرتا ہوں۔ اور وہ اس لیے کہ اپنی سوانح عمری لکھ کر کچھ ضروری نہیں کہ کوئی شخص آپ بیتی لکھ سکے۔ اپنی سوانح عمری تو اس حد تک ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات لکھ دے یا زیادہ سے زیادہ تھوڑی دور تک ان کے باطنی محرکات کا بیان بھی کر دے لیکن یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص وہ سب کچھ لکھ دے جو اس پر اور اس کے دل پر گزری ہے۔ ایک لحاظ سے آپ بیتی یا خود نوشت سوانح عمری کی صنف دوسروں کی لکھی ہوئی سوانح عمریوں کے مقابلے میں خاصی نارسا اور ناقص چیز ہوتی ہے۔" [۱۰]

ڈاکٹر صاحب کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور اس سے اتفاق کیا جا سکتا ہے کہ ایک انسان اپنی ذات کے بارے میں بالکل وہ سب کچھ بیان نہیں کر سکتا جو اِس کے ظاہر و باطن پر گزرا ہو کیونکہ انسان ظاہری طور پر جس طرح خود کو پیش کرتا ہے وہ اس ظاہری شخصیت کو بنانے کے لیے خود اپنے نفس پر بہت ضبط کرتا ہے تاکہ اُس کی باطنی کیفیات و جذبات دوسروں پر ظاہر نہ ہوں یا اس کی خلوت لوگوں کے پیشِ نظر نہ آ جائے۔ اور وہ کبھی یہ نہیں چاہتا کہ اپنی شخصیت کے ظاہری پہاڑ کو کھود کر اِس کے اندر سے ناپسندیدہ چیزوں کو باہر نکالے اور لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ کیونکہ انسان بہت خود پسند واقع ہوا ہے اور وہ کبھی یہ نہیں چاہتا کہ اُس کی کمزوریاں، کوتاہیاں اور اُس کی ذات کے ناپسندیدہ نقطے لوگوں کی نظر میں آئیں۔ بلکہ وہ تو ان چیزوں کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی ذات کو ایک خول میں چھپائے رکھتا ہے۔ جس طرح خوبصورت اور دل کش لباس سے اپنے جسم کو چھپاتا ہے۔ بالکل اسی طرح وہ ظاہری رویوں اور خوبیوں سے اپنے غلیظ باطن کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ چونکہ آپ بیتی لکھنے کا سب سے بڑا مقصد اپنی خلوت اور جلوت کو دکھانا ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے راستے میں دو بڑی رکاوٹیں ہوتی ہیں۔ دوسروں کی نظروں سے گرنے کا خوف اور اپنے آپ سے محبت۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہر انسان میں انفرادیت کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ ہر شخص کو خود نمائی کا شوق ہوتا ہے۔ اور وہ اِس کا اظہار بھی کرنا چاہتا ہے۔ چاہے اس کے لیے اسے کتنی ہی قیمت ادا کرنی پڑے۔ جیسے روسو نے اعترافات میں اپنے بارے میں لکھا:

> "میں جس کام کا بیڑا اُٹھا رہا ہوں۔ بلحاظ، نوعیت یہ بے مثال ہی نہیں بلکہ ناقابلِ نقل بھی ہے۔ میں اہلِ دنیا کے روبرو ایک آدمی کو اِس کی فطرت کی تمام سچائی کے روپ میں پیش کر رہا ہوں اور وہ آدمی میں خود ہوں صرف تنہا میں ہی اپنے قلب سے واقف ہوں ویسے بھی میری ساخت دیگر افراد سے مختلف ہے یہ میرا

ایمان ہے کہ اگر میں دوسروں سے بہتر نہیں تو کم از کم ان سے مختلف یقیناً ہوں۔ میرے بعد مجھ ایسوں کی تخلیق کا سانچہ تلف کر کے قدرت نے اچھا کیا یا بُرا اس کا فیصلہ میرے حالات جاننے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔"[۱۱]

بعض لوگ بہت غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ اگرچہ خامیاں ہر انسان کا خاصا ہوتی ہیں۔ کیونکہ انسان خوبیوں اور خامیوں کا پتلا ہے۔ اگر انسان میں خوبیاں ہی خوبیاں ہوں تو پھر تو وہ انسان نہیں فرشتہ بن جاتا ہے۔ اس لیے ہر انسان کے اندر خوبیوں کے ساتھ ساتھ خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان کمزوریوں کا اظہار بڑے دل گردے کا کام ہے۔ یہ انسان کا خاصا ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے یا اِس میں جو کچھ خوبیاں یا صلاحیتیں ہوتی ہیں وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کا اظہار کرے اپنی خوبیوں اور کارناموں کو بیان کرے اور ان کو منظر عام پر لائے۔ لوگ اِس کے کارناموں اور صلاحیتوں سے واقف ہوں۔ اُس کے کارناموں سے متاثر ہوں اور اِس کی تعریف کریں۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر عبد القیوم لکھتے ہیں:۔

"یہ عام خیال ہے کہ سوانح کو پڑھ کر ناظر ضرور کوئی نتیجہ نکالنے پر مجبور ہے کیونکہ کسی شخص کا کردار ایک زبردست وسیلہ بن جاتا ہے۔ اور اس کے سہارے ہماری تمام ذہنی قوتیں عمل کی طرف راغب ہوتی ہیں۔"[۱۲]

ڈاکٹر صاحب کی رائے میں بہت وزن ہے۔ کیونکہ انسان فطری طور پر مقلد ہے۔ وہ دوسروں کے حالات پڑھ کر یا سُن کر بہت کچھ سیکھتا ہے۔ دوسروں سے عبرت حاصل کر لیتا ہے۔ اس لیے دوسروں کے حالاتِ زندگی پڑھ کر قاری کی تقلیدی قوتیں کروٹ لینے لگتی ہیں۔ اور اُن کی دبی ہوئی صلاحیتیں جاگ جاتی ہیں۔ بشرطیکہ کوئی سوانح یا حالات زندگی خوبصورت انداز میں پیش کی گئی ہوں۔ کیونکہ ہر خوبصورت اور پُرکشش چیز کی طرف ہر انسان لپکتا ہے۔ اور کوئی بھی خوبصورت اور دل کش تحریر ادب کہلاتا ہے۔ آپ بیتی بھی ایک ادبی صنف ہے ادب چونکہ اپنے خیالات و جذبات اور احساسات کو مؤثر و خوبصورت انداز میں لکھنے کا نام ہے۔ اس لیے بعض فن کار و ادیب اپنے خیالات و جذبات کو شاعری کی صورت میں بعض افسانے، ناول یا ڈرامے کی صورت میں پیش کرتے ہیں، بعض دوسری اصناف کا سہارا لیتے ہیں اور اپنے خیالات کو کسی نہ کسی صورت میں دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس ضمن میں ڈاکٹر سید عبد اللہ یوں رقم طراز ہیں:

"میرا اپنا خیال یہ ہے کہ براہِ راست آپ بیتی ناممکن ہے۔ البتہ بالواسطہ کوشش کامیاب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اپنے احساسات کی سرگزشت لکھنے کا بہترین ذریعہ ناول ہے جس میں "سر دلبراں" کو حدیث دیگراں بنا کر پیش کرنا ممکن ہے۔ غم دل پردے میں بیان ہو جاتا ہے اور بسا اوقات نقادوں کو معلوم بھی ہو جاتا ہے کہ ناول نگار دوسروں کی زبانی اپنی ہی کہانی بیان کر رہا ہے۔"[۱۳]

ڈاکٹر صاحب کی یہ بات درست معلوم ہوتی ہے کہ اپنی داستان غم کو بیان کرنے کا آسان طریقہ ناول اور افسانہ ہی ہے۔ کہ اس میں مصنف اپنے حالات و واقعات اور دل کی خوشی غمی کی کیفیات کو دوسروں کی زبانی بیان کرتا ہے یا دوسرے کرداروں کے ذریعے پیش کرتا ہے جیسے "علی پور کا ایلی" میں مفتی نے کیا ہے۔

اس آپ بیتی میں ممتاز مفتی نے ایک کردار کے ذریعے اپنی کہانی پیش کی ہے۔ اور بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو ممتاز مفتی خود ہے یہ تو ان کی اپنی کہانی ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے براہِ راست آپ بیتی لکھ کر اپنی زندگی کے حالات اور واقعات قلم بند کیے جو کہ ایک مشکل کام ہے۔ اور اس مشکل کام کا بار گراں اپنے

کندھوں پر اُٹھایا۔ کیونکہ ہر انسان اپنی ذات کی تشہیر کرنا چاہتا ہے۔ اور جو کچھ اُس کی زندگی میں پیش آیا ہے اُس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس سے لوگوں کو آگاہ کرے تاکہ لوگ اس سے متاثر ہوں۔ اُن کی تعریف کریں۔ اس بارے میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

"ہمارے ہاں خودنوشت سوانح عمریوں کا نہ تو رواج ہے اور نہ ان کا مطالعہ "یادوں کی بارات" سے قبل مقبول تھا۔ شاید اُس کی وجہ یہ ہو کہ مصنوعی شرم اور نام نہاد مشرقیت کی بناء پر لکھنے والا اپنی ذات کو بے حجاب کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ مثلاً عبدالمجید سالک کی سرگزشت کا ان کے ہم عصروں کے بارے میں ایک تذکرے کی حیثیت سے تو مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اصل سالک کے خدوخال ذکر نہیں ہوئے۔ جوش نے اپنے ڈیڑھ درجن معاشقوں کے تذکرے سے پہلی مرتبہ روایت شکنی کی اور انھوں نے اپنی شاعرانہ نثر میں جو بہت ہی غیر شاعرانہ باتیں کی ہیں اس کی بناء پر یہ کتاب تحلیل نفسی والوں کے لیے بھی کارآمد ثابت ہو سکتی ہے۔ احسان کی "جہان دانش" ان کی پُرمشقت زندگی کا مرقع ہے انھوں نے ایمانداری سے اپنے بارے میں بہت کچھ لکھ دیا۔"[۱۴]

ان ادیبوں نے اپنے حالات کچھ ایسے انداز میں بیان کیے کہ خودبخود لوگوں کی توجہ اور دل چسپی اِس صنف ادب میں بڑھنے لگی۔ ابتداء میں اِس صنف ادب پر اتنی توجہ نہ دی گئی۔ لیکن آج کل لوگ بڑے شوق سے اپنی آپ بیتیاں لکھتے ہیں۔ اور جتنے شوق سے لکھی جاتی ہیں اتنی ہی شوق سے لوگ پڑھتے بھی ہیں۔ آپ بیتی لکھنے والوں کا بھی یہی شوق ہے کہ لوگ اُن کی ذات سے آگاہ ہوں۔ کیونکہ اُن کی زندگی میں ایسے غیر معمولی حالات وواقعات گزرے ہوئے ہوتے ہیں کہ قاری پڑھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"آپ بیتی کئی اعتبار سے بڑی اہم ہے۔ دل چسپی کے نقطہء نظر سے دیکھیں تو آپ بیتی بسا اوقات داستان اور ناول وافسانے سے بھی زیادہ پُرلطف ہوتی ہے۔ افادی اعتبار سے آپ بیتی نگار کے مشاہدات وتجربات بڑے سبق آموز اور عبرت آموز ثابت ہو سکتے ہیں۔"[۱۵]

جیسے احسان دانش کے "جہان دانش" سے ہم بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ہر انسان ایک بند کتاب کی مانند ہوتا ہے آپ بیتی سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کی اس کتاب کو کھول کر ایک ایک صفحہ کو لوگوں کے سامنے رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو انتہائی مشکل کام ہے۔ سید عبداللہ نے آپ بیتی کو از قبیل محالات کہا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ اپنی ایک خاص قسم کی سوانح عمری لکھی جاسکتی ہے۔ لیکن آپ بیتی نہیں۔ کیونکہ میں آپ بیتی اور سوانح عمری میں فرق محسوس کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات لکھ کر یا کچھ باطنی محرکات کا بیان بھی کرے لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ سب کچھ لکھ دے جو اِس پر اور اس کے دل پر گزری ہے۔

آپ بیتی وسوانح عمری میں فرق:۔

آپ بیتی سوانح عمری سے کچھ مختلف ہے۔ اگرچہ دونوں کے درمیان بہت ہی معمولی فرق ہے اور وہ یہ کہ آپ بیتی یعنی اپنی زندگی کی کہانی، زندگی کے حالات وواقعات اپنی سرگزشت مصنف خود لکھتا ہے۔ آپ بیتی زیادہ تر اپنی یادداشتوں پر منحصر ہوتی ہے۔ اور انسان کو اپنے حافظے پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے جیسے کہ وہ اپنے بچپن کی بہت سی باتوں کو اپنے حافظے کی بنیاد پر لکھتا ہے۔ آپ بیتی لکھنے میں دوسروں کی رائے وغیرہ کو بہت کم دخل ہوتا ہے۔ اور مصنف اپنی تصویر خود کھینچ کر دوسروں کو دکھاتا ہے۔ اور اپنی تصویر کھنچوانے کے لیے کیمرہ خود مصنف کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وہ بیک وقت تصویر کھینچنے اور کھنچوانے والا ہوتا ہے۔ اپنی تصویر خود کھینچنا بہت مشکل ہے۔ بجائے دوسروں کی تصویر کھینچنے کے لیکن سوانح لکھنا بالکل اِس طرح ہے کہ ہمارے سامنے کوئی فرد کھڑا ہو جائے اور کیمرہ ہمارے ہاتھ میں ہو اور ہم اُس کی تصویر کھینچیں۔ لیکن دوسروں کی تصویر کھینچنا اور وہ بھی اِس طرح کہ اس میں اس فرد کے تمام نقوش واضح ہوں بالکل اس طرح جس طرح فرد کی اصل شکل ہے۔ بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ یہ تصویر پھر

دوسروں کو دکھائی بھی پڑتی ہے۔ اور دیکھنے والے اِس پر اپنی اپنی رائے بھی دیتے ہیں۔ کہ آیا تصویر بالکل اِسی طرح کھینچی گئی ہے جیسے کہ یہ فرد میں ہے اگر تصویر فرد سے بالکل ملتی جُلتی ہو تو یہ ایک اچھی سوانح بن سکتی ہے ورنہ نہیں۔ سوانح کیا ہے؟ اس کے بارے میں ناقدینِ نے اپنی اپنی رائے پیش کیں ہیں۔

سوانح نگاری کے بارے میں وہاج الدین علوی کچھ یوں لکھتے ہیں:

> "سوانح حیات ادب کی وہ صنف ہے جو کسی خاص فرد کی زندگی کا عکس پیدائش سے موت تک پیش کرتی ہے۔ اس کی تمام تر ناکامیوں اور کامیابیوں نیز اس کی زندگی کے اہم واقعات اور نفسیاتی کیفیات کو دل چسپ ادبی انداز میں اجاگر کرتی ہے۔"[١٦]

ڈاکٹر جانسن وہ پہلے سوانح نگار تھے جنھوں نے سوانح نگاری کو انتہائی دل چسپ اور اہم صنف نثر قرار دیا۔ وہ سوانح کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

> "ان کامیابیوں سے نظر بچا کر گزرنا جو انسان کی زندگی کو عظیم ترین بناتی ہیں۔ اور اپنے خیالات کو گھریلو زاروں تک پہنچانا اور روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو سامنے لانا ہی سوانح نگاری کا فن ہے۔"[١٧]

کسی موضوع سوانح شخص کی کامیابیوں سے قطع نظر کر کے اُس کی زندگی کے روزمرہ کی عام اور معمولی باتوں اور گھریلو زندگی کی روزمرہ باتوں کو سامنے لانا، یہی سوانح نگاری کا فن ہے۔ ڈاکٹر وہاج الدین کچھ یوں تعریف کرتے ہیں:

> "سوانح نگاری کسی انسان کی پوری یا جزوی تاریخ ہوتی ہے۔"[١٨]

رفیع الدین ہاشمی سوانح عمری اور آپ بیتی کے فرق کو کچھ اس طرح واضح کرتے ہیں۔

> "بظاہر تو سوانح عمری Biography اور آپ بیتی Autobiography میں صرف صیغے Person کا فرق ہے مگر دونوں مزاجاً ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ سوانح عمری کسی فرد یا شخصیت زندگی کا مکمل، مفصل اور جامع مرقع ہوتا ہے سوانح نگار کو تنقید و تبصرے سے کام لینا پڑتا ہے۔ وہ مدلّل مداح ہو سکتا ہے اور ایک غیر جانبدار مبصر بھی۔ مگر آپ بیتی لکھنے والے کو زیادہ مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کے لیے کھلے بندوں کوئی دعویٰ آسان نہیں ہوتا۔ وہ اپنے منہ میاں مٹھو بن سکتا ہے اور نہ اپنی انا کو اپنی ذات سے جُدا کر سکتا ہے۔"[١٩]

سوانح اور آپ بیتی کا آسان اور سیدھا سادہ فرق یہ ہے کہ سوانح عمری وہ جس میں کسی دوسرے کے حالات زندگی لکھیں۔ جیسے الطاف حسین حالی کی "حیات سعدی" "یادگارِ غالب" اور آپ بیتی وہ ہے جس میں مصنف اپنی زندگی کے حالات خود لکھے۔

آپ بیتی کا انحصار زیادہ تر اپنی یادداشتوں اور حافظے پر ہوتا ہے یعنی مصنف جو کچھ لکھتا ہے اپنی یادداشت اور حافظے کی بنیاد پر لکھتا ہے۔ لیکن سوانح عمری میں سوانح نگار موضوع شخص کی ڈائری، خطوط، توزک، یادداشت، اعترافات، ہم عصروں کی شہادتیں اس کے علاوہ ذاتی واقفیت، تاثرات خودنوشت سوانح عمریاں وغیرہ موضوع شخص کے بارے میں فراہمی مواد کے لیے بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بیتی سوانح ہی کی ایک قسم ہے مکمل سوانح نہیں۔

وہاج الدین علوی لکھتے ہیں:

"تاریخی اعتبار سے پہلے سوانح نگاری کا فن بام عروج تک پہنچا اور خود نوشت سوانح نگاری کا فن
اس کے سایہ میں پروان چڑھا۔ اس لیے خود نوشت سوانح نگاری پر سوانح نگاری کے گہرے اثرات
ہیں۔ اور اس کے اصول اور ضابطے سوانح نگاری سے ماخوذ ہیں۔"[۲۰]

رفیع الدین ہاشمی نے سوانح عمری کو مقالہ نویسی کی ایک شکل قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ اس کی طوالت اور گہرائی اس کو مقالہ سے مشابہہ کرتی ہے۔

سوانح میں چونکہ صداقت اور سچائی پر بہت زور دیا جاتا ہے لیکن صرف سچائی، صداقت اور خشک واقعات ہی سوانح میں دل چسپی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اظہار بیان کی خوبی اور خوش اسلوبی کو بہت دخل ہے۔ سوانح میں ایک فرد کی زندگی کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔ اس لیے شعوری طور پر تاریخ سے مدد لی جاتی ہے۔ لیکن اس کی تخلیقی صفت اور دل چسپی پیدا کرنے کی ضرورت نے ادبی اوصاف سے اس کا دامن باندھ دیا ہے۔ اس لیے ایک سوانح میں تاریخ، فردِ واحد، اور ادبی چاشنی، تینوں کی آمیزش ہوتی ہے۔

سوانح تاریخ کی ایک شاخ ہے۔ لیکن بعض خصوصیات کی وجہ سے اس کا شمار ادب میں بھی کیا جاتا ہے۔ اور اب سوانح صرف انسان کی پیدائش، تعلیم، مشاغل، خاندانی حالاتِ زندگی اور وفات کا بیان ہی نہیں بلکہ کسی فرد کے ظاہر و باطن، عادات، کردار، اخلاق و معاشرت، وراثت اور نفسیاتی کیفیت اور اِس کی زندگی کے نشیب و فراز کی کہانی بن گئی ہے اور ایک سوانح میں ظاہری حالات بیان کر دینے سے زیادہ باطنی کیفیات، نفسیاتی حالت، ذہنی ارتقاء، رجحانات اور خوبیاں و کمزوریاں دکھانا مقصود ہوتا ہے۔ تاکہ موضوع شخص کی ایک واضح تصویر اُبھر کر سامنے آسکے۔

سوانح نگار کو بڑی مشکلات اور آزمائشوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ کسی انسان کی صحیح مرقع کشی کے لیے سوانح نگار کو بہ یک وقت محقق، مورخ، مبصر، ماہرِ نفسیات اور ادیب ہونا چاہیے۔ سوانح نگار کو صداقت، غیر جانبداری اور انصاف سے کام لینا چاہیے۔ مبالغہ آرائی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کمزور اور مشکوک روایات اور واقعات کو سوانح عمری میں شامل نہیں کرنا چاہیے۔ واقعات کے اعادے، اور بے جا طوالت سے گریز، بیان میں اختصار اور کتاب کے مختلف حصّوں اور ابواب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے سے سوانح عمری معیاری اور بلند پایہ سمجھی جائے گی۔

آپ بیتی میں دوسروں کے خلاف بھی لکھنا پڑتا ہے اور اپنی ذات کے خلاف بھی۔ اور اپنی ذات کے اندر چھپے منافقتوں اور بے ایمانیوں سے بھی پردہ ہٹا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہر انسان اپنے بارے میں ایسی باتوں کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ اس لیے ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے۔ ڈاکٹر وہاج الدین علوی نے اردو خود نوشت فن و تجزیہ میں خود نوشت کی مختلف تعریفوں کو یکجا کرنے کے بعد جن ضروری اور اہم عناصر کی نشاندہی کی ہے اس کی ترتیب یہ ہے۔

1 ":خود نوشت کسی فردِ واحد کی داستان ہوتی ہے جسے اُس نے خود اپنے قلم سے تحریر کیا ہو۔
2۔ خود نوشت سوانح نگاری کا محور مصنف کی ذات ہوتی ہے دوسرے اشخاص یا واقعات کا ذکر محض ذیلی اور ضمنی طور پر ہوتا ہے۔
3۔ خود نوشت سوانح میں سچائی کا عنصر ہوتا ہے۔
4۔ خود نوشت میں اس فردِ واحد کے تجربات، مشاہدات اور جذبات کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ اور اس کی نفسیاتی کیفیات کا پرتو بھی۔
5۔ خود نوشت سوانح زندگی کے اہم ادوار پر محیط ہوتی ہے یعنی اس میں صاحب سوانح کی اپنی زندگی کے ہر دور کے نمائندہ واقعات ہوتے ہیں۔ اس کے بچپن، جوانی اور بڑھاپے نیز اس کے عروج وزوال اور نشاط و غم کی داستان ہوتی ہے۔

6۔خودنوشت کا فن ایک انتخابی فن ہے زندگی کے عریض وبسیط تجربات سے اہم اور نمائندہ نیز نتیجہ خیز واقعات کا انتخاب کرکے انھیں ایک تخلیقی مرقع میں سجایا جاتا ہے۔"۲۱

خودنوشت کے عناصر،تعریف وتمہید اور دوسری اصناف سے فرق کی بناء پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ خودنوشت میں جھوٹ،مبالغہ آرائی، لگی لپٹی اور کانٹ چھانٹ کی کوئی گنجائش نہیں اور انسان پر جو کچھ گزرتا ہے اس کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے بالکل اسی کو پیش کرنا پڑتا ہے۔اور اگرچہ بعض لوگ اسی آڑ میں بہت سی جھوٹی باتیں بھی سچ کے نام پر اپنی آپ بیتی میں شامل کردیتے ہیں۔لیکن یہ صحیح معنوں میں آپ بیتی نہیں ہوتی۔آپ بیتی وہ ہوتی ہے جس میں ان تمام لوازمات اور عناصر کا خیال رکھا جائے اور اس کی تعریف کو مدنظر رکھ کر اپنے حالات زندگی کو سپرد قلم کرے۔

حوالہ جات

1. OXFORD PAT 43
2. SIGMUND FRUED (1925). AN AUTOBIOGRAPHICAL STUDY. SE
3. MOTHER PUBLISH 3 PENNY REVIEW SUMMER (1986) 20: 1-7

4 فرہنگ آصفیہ (سید احمد دہلوی) جلد سوم۔ طبع سوم پاکستان مکتبہ لاہور، ص117

5 رفیع الدین ہاشمی ڈاکٹر، "اصناف ادب"، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، 1983ء۔ ص166

6 محمد طفیل۔ نقوش کا آپ بیتی نمبر، جلد اول 1964ء لاہور، ص۔302

7 انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ہیلن ہمنگ وے ٹین، پبلشر جلد دوم، شکاگو، 1973ء ۔ ص1009

8 آکسفورڈ ڈکشنری، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، جلد4۔ ص329، 1970ء۔

9 وہاج الدین ڈاکٹر، خودنوشت فن وتجزیہ، شعبہ اُردو جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی، 1979ء۔ ص۔36

10 سید عبداللہ ڈاکٹر، اُردو میں آپ بیتی۔ ص217

11 سلیم اختر، ڈاکٹر، تحقیق کے لاشعور محرکات، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 1983، ص82

12 عبدالقیوم ڈاکٹر، سوانح نگاری، مشمولہ اُردو نثر کی فنی ارتقاء۔ اُردو اکیڈمی سندھ کراچی، ص200

13 سید عبداللہ، ڈاکٹر، اُردو میں آپ بیتی، مشمولہ اُردو نثر کا فنی ارتقاء، ص217

14 سلیم اختر ڈاکٹر، اُردو کی مختصر ترین تاریخ۔ ص321۔322

15 رفیع الدین ہاشمی، اصناف ادب۔ ص168۔169

16 وہاج الدین ڈاکٹر، خودنوشت فن وتجزیہ۔ ص30

17 جیمس باسول، لائف آف جانس آرک بالڈ کانسٹبل اینڈ کولیمیٹڈ، جلد اول، لندن 1906ء

18 رفیع الدین ہاشمی، اصناف ادب۔ ص178

19 وہاج الدین ڈاکٹر، خودنوشت فن و تجزیہ۔ ص32

23 وہاج الدین ڈاکٹر، خودنوشت فن و تجزیہ۔ ص40-41